نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

کی

رنڈی استانی

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی کی رنڈی استانی

یہ تیسرا رسالہ دراصل سابقہ دونوں رسائل "مرزا قادیانی ہیرا منڈی میں" اور "مرزا قادیانی لکھی طوائف کے کوٹھے پر" کا فکری و تحقیقی تسلسل ہے۔ پہلے رسالے میں یہ بات مستند قادیانی مآخذ سے واضح کی جا چکی کہ مرزا قادیانی کا لاہور میں قیام محض اتفاقی یا عارضی نہیں تھا بلکہ وہ شہر کے بدنام ترین علاقے، یعنی ہیرا منڈی، میں باقاعدہ مقیم رہا۔ دوسرے رسالے میں اس قیام کی نوعیت مزید کھل کر سامنے آئی کہ یہ رہائش کسی عام مکان میں نہیں بلکہ ایک معروف طوائف کے کوٹھے پر تھی، جسے قادیانی مؤرخین نے دانستہ طور پر مبہم اور فرضی مقامات کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی۔

اب یہ تیسرا رسالہ اس بحث کو ایک نئے اور نہایت نازک مگر فیصلہ کن مرحلے میں داخل کرتا ہے۔ یہاں محض قیام یا رہائش کا تذکرہ مقصود نہیں، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اس ماحول سے کیا حاصل کیا؟ اور اس کے اثرات اس کی فکر، تعلیم، جماعت سازی اور نام نہاد روحانیت پر کیسے مرتب ہوئے؟

اس رسالے میں یہ دعویٰ دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے گا کہ مرزا قادیانی کا ہیرا منڈی سے تعلق محض مکانی یا وقتی نہ تھا، بلکہ وہ وہاں کے کرداروں خصوصاً طوائفوں سے فکری و عملی طور پر متاثر ہوا، حتیٰ کہ بعض معاملات میں انہی کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اپنے لیے تعلیمی و فکری ماخذ کے طور پر پیش کیا۔ یہی وہ پس منظر ہے جس نے اس کی جماعت کے اخلاقی سانچے، روحانی تصورات اور مذہبی ترجیحات کو ایک عجیب اور مسخ شدہ رخ دیا۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ غور رہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسیحِ موعود، مہدیِ معہود بلکہ بعد ازاں

نبی ثابت کرنے پر تُلا ہوا ہو، اس کے لیے اساتذہ، مربّی اور نمونہ ہائے عمل کا معیار کیا ہونا چاہیے تھا؟ کیا ایسے منصبِ عظیم کے دعویدار کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ بدکاری کے مراکز سے فکری غذا حاصل کرے اور پھر اسی کو اپنے مریدوں کے لیے بالواسطہ نمونہ بنا دے؟

اس رسالے میں پیش کیے جانے والے حوالہ جات حسبِ سابق قادیانی لٹریچر، ان کے اپنے مصنفین اور ان ہی کے اعترافات پر مبنی ہوں گے۔ کوئی الزام، کوئی تعبیر اور کوئی نتیجہ محض مصنف کی رائے پر قائم نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہر نکتہ اپنے ہی دعویداروں کی کتابوں سے اخذ کر کے قارئین کے سامنے رکھا جائے گا، تاکہ فیصلہ دلیل کی بنیاد پر ہو، جذبات کی بنیاد پر نہیں۔

یہ باب دراصل اس سوال کا جواب فراہم کرے گا کہ ہیرا منڈی سے وابستگی کا منطقی انجام کیا تھا؟ اور یہ وابستگی مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت، مہدیت اور روحانیت کے ساتھ کس درجہ متصادم ہے۔ آئندہ صفحات میں آنے والے شواہد اسی مقدمے کی تفصیل، تشریح اور حتمی سمت متعین کریں گے۔

رنڈی سے عبرانی سیکھنے کا واقعہ

مفتی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:
”مجھے کوئی دینی خدمت سونپیں“ حضور نے فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی ثابت کریں کہ عبرانی زبان بھی عربی سے نکلی ہے لیکن یہاں کوئی عبرانی پڑھا ہوا نہیں ہے جو عبرانی زبان کے الفاظ کی فہرست بنائے جیسا کہ دوسری زبانوں کے الفاظ کی ہم نے فہرستیں بنوائی ہیں۔ پس آپ لاہور میں کسی سے عبرانی سیکھیں پھر آ کر ہمیں سنائیں۔
یہ ایک انتہائی دقیق علمی کام تھا جو اُن کے مرشد نے تفویض کیا

تھا۔لاہور میں عبرانی کے اُستاد کی تلاش کی مگر ناکامی ہوئی۔صرف یہ معلوم ہوا کہ انارکلی کے چوباروں میں کوئی رنڈی رہتی ہے جو عبرانی جانتی ہے، وہاں آپ نے مناسب خیال نہ کیا اور یہ معاملہ حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیا۔حضور نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات آپ چلے جائیں آپ کی نیت پر آپ کو ثواب ہوگا۔مفتی صاحب اُس کے پاس پہنچے تو اس نے بتایا کہ چند دن میں اُس کا ایک ہم وطن یہودی آنے والا ہے جو عبرانی پڑھا سکے گا۔اس طرح ایک ٹیوٹر کا انتظام ہوگیا۔صرف تین ماہ میں آپ نے عبرانی سیکھ لی تاکہ الفاظ کی فہرست بنا کر حضرت اقدس علیہ السلام خدمت میں پیش کر سکیں۔اس سلسلے میں آپ نے عبرانی بائبل کو بغور پڑھا تو اُس میں بہت سی پیشگوئیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود کے متعلق اصلی حالت میں ملیں جبکہ تراجم میں اُن کو مشتبہ کر دیا گیا تھا۔یہ مواد آپ وقتاً فوقتاً حضرت اقدس خدمت میں پیش کرتے جو آپ اپنی کتب میں شامل فرماتے۔عبرانی تحریر بھی مفتی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔تحفہ گولڑویہ کے صفحات 114, 117 اور 138 پر ایسی تحریریں موجود ہیں۔کچھ حوالے اربعین نمبر 4 کے تتمہ ص 8 پر بھی درج فرمائے۔(خلاصہ الفضل 3 جنوری 1945 صفحہ 5)

(حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 54،53)

نکتہ نمبر 1: دینی خدمت کے نام پر ایک غیر شرعی عمل

اس اقتباس میں سب سے پہلا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ جس کام کو "دینی خدمت" کہا جا رہا

ہے وہ اپنی اصل میں نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے، اور نہ ہی امت کے مسلمہ علمی منہج سے۔ ایک شخص یہ عرض کرتا ہے کہ مجھے کوئی دینی خدمت سونپی جائے، تو جواب میں اسے نہ قرآن کی تعلیم، نہ حدیث کی خدمت، نہ فقہ، نہ دعوت، نہ اصلاحِ عقائد، بلکہ یہ ہدف دیا جاتا ہے کہ "یہ بھی ثابت کریں کہ عبرانی زبان عربی سے نکلی ہے"۔ یہ مقصد اپنی نوعیت میں ایک قیاسی، نظری اور غیر ثابت شدہ دعویٰ ہے جس کا دین کی بنیادی تعلیمات سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں۔ اہلِ اسلام کے ہاں "دینی خدمت" وہی سمجھی جاتی ہے جو وحیِ الٰہی کے فہم، اس کی تبلیغ، اس پر عمل اور امت کی اصلاح سے متعلق ہو، نہ کہ زبانوں کی نسلی نسبتیں ثابت کرنے جیسے ثانوی اور غیر ضروری مباحث۔

یہاں مسئلہ صرف عبرانی زبان سیکھنے کا نہیں، بلکہ اس کام کو مرشد کی طرف سے ایک نہایت دقیق دینی فریضہ بنا کر پیش کرنا ہے، حالانکہ نہ نبی کریم ﷺ، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نہ ائمۂ مجتہدین نے کبھی دین کی خدمت کو اس نوع کے دعووں سے مشروط کیا۔ اگر عبرانی عربی سے نکلی ہوتی تو یہ بات امت کے جلیل القدر مفسرین، محدثین اور لسانی ماہرین صدیوں پہلے واضح کر چکے ہوتے، اس کے لیے نہ انارکلی کے چوباروں کے چکر لگانے کی ضرورت تھی اور نہ ایسے مشتبہ ذرائع اختیار کرنے کی۔

اس نکتے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں "دینی خدمت" کا تصور کتاب وسنت کے بجائے ذاتی نظریات اور غیر ثابت شدہ دعووں کے گرد گھومتا ہے۔ یہی طرزِ فکر آگے چل کر ایسے افعال اور فیصلوں کو بھی دین کے نام پر جائز قرار دیتی ہے جن کا شریعتِ اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ یہ پہلا نکتہ ہی اس پورے قصے کی فکری بنیاد کو بے نقاب کر دیتا ہے کہ یہاں دین کی خدمت نہیں، بلکہ ایک مخصوص ذہنیت کے دعووں کے لیے لوگوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔

نکتہ نمبر 2: عبرانی کو عربی سے نکالنے کا جاہلانہ دعویٰ

اس اقتباس میں دوسرا بنیادی نکتہ یہ سامنے آتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ ثابت کرنے کی خواہش ظاہر کی کہ "عبرانی زبان عربی سے نکلی ہے" اور اس مقصد کے لیے الفاظ کی فہرستیں تیار کروانے کا منصوبہ بنایا۔ یہ نکتہ اپنی نوعیت میں محض ایک لسانی بحث نہیں بلکہ براہِ راست مرزا قادیانی کے فکری منہج، علمی اہلیت اور دعویٰ مسیحیت و مہدیت کی حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ زبانوں کے ماخذ اور ارتقا کا تعین جدید یا قدیم لسانیات کا موضوع ہے، نہ کہ کسی مدعیٔ الہام یا خود ساختہ مسیح کا منصب۔ انبیاء علیہم السلام کا فریضہ زبانوں کے نسب نامے بنانا یا لسانی قیاسات گھڑنا نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کی تبلیغ، شریعت کی تشریح اور اخلاقی و عملی اصلاح ہوتا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی ایک ایسے علمی منصوبے میں الجھتے نظر آتے ہیں جو نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے، اور نہ ہی امت کے مسلمہ ائمۂ لغت و لسانیات کے منہج سے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ سامی زبانوں (عربی، عبرانی، سریانی وغیرہ) کے باہمی تعلق پر امت کے جلیل القدر علماء صدیوں پہلے گفتگو کر چکے ہیں، مگر کسی معتبر عالم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ عبرانی، عربی سے "نکلی" ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ سب ایک ہی لسانی خاندان (Semitic languages) سے تعلق رکھتی ہیں۔ مرزا قادیانی کا اس کو اس انداز میں پیش کرنا کہ جیسے یہ کوئی نیا، الہامی انکشاف ہو، دراصل علمی دنیا میں پہلے سے موجود مباحث کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش ہے۔ یہ طرزِ عمل بعینہ وہی ہے جو جھوٹے مدعیانِ نبوت اختیار کرتے ہیں، یعنی پرانی بات کو نئے دعوے کے ساتھ جوڑ کر اسے اپنی "صداقت" کا ثبوت بنانے کی کوشش۔

تیسری بات، اس دعوے کے لیے جس طریق کار کو اختیار کیا گیا، وہ خود اس بات کا

ثبوت ہے کہ یہ کام نہ وحی کی بنیاد پر تھا اور نہ کسی یقینی علم پر۔ اگر واقعی یہ بات الہامی ہوتی تو مرزا قادیانی کو نہ کسی استاد کی تلاش کی ضرورت ہوتی، نہ شاگردوں کو لاہور، انارکلی اور مشکوک مقامات کی خاک چھاننے کی حاجت پیش آتی۔ انبیاء علیہم السلام کے علوم "کسبی" نہیں ہوتے بلکہ "وہبی" ہوتے ہیں۔ یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے: پہلے ایک نظریہ گھڑا گیا، پھر اس کو ثابت کرنے کے لیے انسانی ذرائع، قیاسات اور مشتبہ اساتذہ تلاش کیے گئے۔ یہ طرزِ عمل ایک محقق کا ہو سکتا ہے، مگر نبی یا مہدی کا ہرگز نہیں۔

چوتھی بات، اس دعوے کے پس منظر میں مرزا قادیانی کا اصل مقصد بھی واضح ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ عبرانی متون سے ایسی تعبیرات نکلوائی جائیں جنہیں اپنی ذات پر منطبق کر کے نبوت و مسیحیت کے لیے "ثبوت" کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے چل کر عبرانی بائبل سے مبینہ پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں تراجم میں "مشتبہ" قرار دے کر اصل عبرانی متن کو مرزا قادیانی کے حق میں استعمال کیا گیا۔ یہ طریقہ دراصل نصوص کے ساتھ وہی کھیل ہے جو پہلے بھی مرزا قادیانی قرآن و حدیث کے ساتھ کھیل چکے تھے، یعنی من چاہی تاویل، خودساختہ معنی اور دعویٰ کی موافقت میں متن کو موڑ دینا۔

اس طرح نکتہ نمبر 2 یہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کا معاملہ نہ صرف رہبانیت یا ہیرا منڈی سے تعلق تک محدود ہے، بلکہ علمی سطح پر بھی ان کا پورا منصوبہ ایک جھوٹے دعویٰ کو سہارا دینے کے لیے گھڑا گیا تھا۔ ایک سچا نبی یا امام مہدی امت کو زبانوں کے نسب نامے نہیں سکھاتا بلکہ ایمان، تقویٰ اور اتباعِ رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہے، جبکہ یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے۔

نکتہ نمبر 3: "دینی خدمت" کے نام پر غیر شرعی توجیہ

اس نکتے میں بنیادی خرابی یہ ہے کہ ایک واضح طور پر غیر مناسب، مشتبہ اور اخلاقی لحاظ

سے ناپسندیدہ راستے کو محض " نیت" کے سہارا سے جائز قرار دیا جارہا ہے۔اقتباس کے مطابق جب لاہور میں عبرانی سکھانے والا کوئی نہ ملا تو "انارکلی کے چوباروں میں رہنے والی رنڈی" کی طرف اشارہ ہوا، اور اس پر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات''، یعنی تم چلے جاؤ، نیت پر ثواب ہوگا۔ یہ طرزِ استدلال علمی، شرعی اور اخلاقی تینوں حوالوں سے فاسد ہے۔

اوّل، نیت حرام کو حلال نہیں کرتی۔ نیت عبادات میں قبولیت کا معیار ہے، نہ کہ ممنوعات کو مباح بنانے کا آلہ۔ اگر نیت ہی سب کچھ ہوتی تو سود، رشوت، زنا، شراب سب اچھی نیت کے نام پر جائز ہو سکتے تھے، جو بدیہی طور پر باطل ہے۔ یہاں نیت کا سہارا لے کر ایک ایسے ماحول میں جانے کی اجازت دی گئی جو بذاتِ خود فتنہ، تہمت اور اخلاقی فساد کا مرکز تھا۔

دوم، دینی خدمت کے لیے ذرائع کا پاک ہونا شرط ہے۔ اگر مقصد دین کی خدمت بتایا جارہا ہے تو اس کے لیے اختیار کیا جانے والا راستہ بھی شریعت اور اخلاق کے معیار پر پورا اترنا چاہیے۔ ایک مدعیِ مسیح ومہدی کی طرف سے یہ رہنمائی کہ "رنڈی کے پاس جا کر علم حاصل کرو" نہ صرف خود اس کے دعووں کے منہ پر طمانچہ ہے بلکہ اس کے پیروکاروں کے لیے خطرناک مثال بھی قائم کرتی ہے۔ یہ وہی منطق ہے جس کے ذریعے بعد میں ہر غیر شرعی فعل کو دین کی خدمت کا لیبل لگا کر جائز کہا جا سکتا ہے۔

سوم، یہ واقعہ مرزا قادیانی کے ہیرا منڈی سے فکری و عملی تعلق کو تقویت دیتا ہے۔ پہلے رسائل میں قیام، سکونت اور میل جول کے شواہد آئے؛ یہاں اسی سلسلے کا ایک اور رخ سامنے آتا ہے کہ تعلیم و علمی کام کے لیے بھی اسی گندے ماحول کو قابل رجوع سمجھا گیا۔ اگر یہ محض ایک اتفاق ہوتا تو اسے فوراً رد کیا جاتا، مگر یہاں تو باقاعدہ ترغیب دی جارہی ہے۔

چہارم، مدعیٔ الہام و بعثت کی ذمہ داری عام لوگوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ایک عام شخص اگر ایسی لغزش کرے تو وہ اپنی ذات تک محدود رہتی ہے، مگر جو شخص خود کو دین کا احیا کرنے والا، مجدد، مسیح یا مہدی کہتا ہو، اس کا ہر عمل اسوہ بن جاتا ہے۔ اس اقتباس میں دکھایا گیا طرزِ عمل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہاں نہ نبوی احتیاط ہے، نہ مجددانہ وقار، بلکہ محض مصلحت کے نام پر حدود شکنی ہے۔

خلاصہ یہ کہ نکتہ نمبر 3 میں نیت کے غلط اور خطرناک استعمال کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف مرزا قادیانی کے دعویٰ ہائے عظیمہ کے ساتھ صریح تضاد رکھتا ہے بلکہ اس پورے رسالے کے مرکزی مقدمے کو مضبوط کرتا ہے کہ ہیرا منڈی اور اس سے وابستہ کردار محض حادثاتی نہیں، بلکہ ایک مسلسل ذہنی و عملی وابستگی کا نتیجہ ہیں۔

نکتہ نمبر 4: مرزا قادیانی کا "اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" فاسد استدلال

اس نکتے میں سب سے سنگین اور فکری طور پر خطرناک پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک واضح طور پر مشتبہ بلکہ فاسد عمل کو جائز ٹھہرانے کے لیے حدیثِ نبوی ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' کو ڈھال بنایا۔ یہاں اصل مسئلہ عبرانی زبان سیکھنا نہیں بلکہ کس جگہ سے، کس ذریعے سے، اور کس ماحول میں سیکھنے کی اجازت دی جا رہی ہے، اور وہ بھی ایک ایسے شخص کی طرف سے جو خود کو مسیحِ موعود، مہدی، بلکہ بعد میں نبی ثابت کرنے پر تُلا ہوا ہے۔

اسلام میں نیت عمل کی روح ضرور ہے، مگر نیت کبھی حرام یا مشتبہ ذریعے کو حلال نہیں بناتی۔ یہی وہ بنیادی اصول ہے جسے مرزا قادیانی نے یا تو سمجھا نہیں، یا جان بوجھ کر مسخ کیا۔ اگر صرف نیت کافی ہوتی تو پھر شراب پینے والا، سود کھانے والا، یا فحاشی کے مراکز میں جانے والا ہر شخص "نیک نیت" کا دعویٰ کر کے بری الذمہ ہو جاتا۔ حالانکہ شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ

وسائل بھی پاک ہوں اور مقاصد بھی۔

یہاں سوال یہ نہیں کہ مفتی محمد صادق کی نیت کیا تھی، بلکہ سوال یہ ہے کہ ایک مبعوث، مہدی، اور مسیح کہلانے والا شخص کیا ایسا حکم دے سکتا ہے جو بدکاری کے مراکز تک جانے کا دروازہ کھول دے؟ انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ شبہ والی چیزوں سے بھی روکتے ہیں، نہ کہ خود ان کے لیے فتوے گھڑتے ہیں۔ نبی کا کام امت کو سدِّ ذرائع سکھانا ہوتا ہے، نہ کہ "نیت" کا سہارا دے کر دروازے کھلوانا۔

اس مقام پر حدیث ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ'' کو پیش کرنا دراصل حدیث کی روح کے ساتھ کھلا کھلواڑ ہے۔ یہ حدیث اخلاص کے باب میں ہے، نہ کہ فواحش، اختلاط، اور بدنام مقامات کے جواز کے باب میں۔ اگر مرزا قادیانی واقعی قرآن وسنت کا فہم رکھتا تو وہ یہ جانتا کہ نیت کا تعلق قابل جواز عمل سے ہوتا ہے، نہ کہ بذاتِ خود ممنوع یا مشتبہ عمل سے۔

یہی وہ نکتہ ہے جہاں مرزا قادیانی کا "روحانی مقام" بری طرح بے نقاب ہوتا ہے۔ ایک طرف دعویٰ یہ کہ وہ امام مہدی ہے، اور دوسری طرف دین کا یہ حال کہ بدنام رنڈی کے کوٹھے تک جانے کے لیے حدیث کا غلط استعمال کر کے اجازت دی جا رہی ہے۔ یہ طرزِ فکر کسی نبی، کسی مہدی، یا کسی مجدد کی نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ وہی انداز ہے جو ہر زمانے کے گمراہ مدعیانِ نبوت اور جعلی صوفیاء اختیار کرتے رہے ہیں۔

یہ نکتہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں نہ شریعت کا وقار محفوظ ہے، نہ حدیث کا احترام، اور نہ ہی اخلاقی حدود کی پاسداری۔ آئندہ نکات میں یہی روش مزید واضح ہو کر سامنے آئے گی کہ کس طرح ہیرا منڈی کی فضا نے مرزا قادیانی کے فکر وفہم کو مسخ کیا، اور اسی مسخ شدہ فکر کو اس نے "روحانیت" کے نام پر اپنی جماعت میں پھیلایا۔

نکتہ نمبر 5: حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمسخر

اس نکتے میں سب سے بنیادی اور خطرناک پہلو یہ ہے کہ ایک جلیل القدر حدیثِ نبوی ﷺ کو ایک صریحاً مشتبہ بلکہ اخلاقی طور پر قبیح فعل کے جواز کے لیے استعمال کیا گیا۔ حدیث "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات"

کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ حرام، مشتبہ یا فتنہ انگیز راستے اختیار کر کے انہیں صرف "نیت" کے پردے میں حلال یا باعثِ ثواب بنا لیا جائے۔ شریعتِ اسلامیہ میں نیت کا اعتبار ہمیشہ عمل کے دائرۂ شریعت میں ہونے کے بعد ہوتا ہے، نہ کہ شریعت کے واضح احکام کو پامال کر کے۔

قرآن وسنت کا قطعی اصول یہ ہے کہ جو راستہ بذاتِ خود گناہ، فتنہ یا بدکاری تک لے جانے والا ہو، اس میں داخل ہونا ہی ممنوع ہے، چاہے نیت کتنی ہی پاکیزہ ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہِ اسلامی میں "سدّ الذرائع" کا اصول مسلم ہے، یعنی وہ تمام ذرائع بھی بند کیے جاتے ہیں جو حرام تک پہنچاتے ہوں۔ انارکلی کے "چوباروں" میں رنڈی کے پاس جانا، چاہے مقصد علم سیکھنا بتایا جائے، شریعت کی نظر میں نہ صرف مشتبہ بلکہ تہمت اور فتنہ کا دروازہ کھولنے والا فعل ہے۔

یہاں حدیث کو جس انداز سے پیش کیا گیا، وہ دراصل نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ فکری خیانت ہے۔ اگر صرف نیت ہی سب کچھ ہوتی تو شراب بنانے والا کہہ سکتا تھا کہ میں تجارت کی نیت سے کر رہا ہوں، زنا کرنے والا کہہ سکتا تھا کہ نفس کی اصلاح مقصود ہے، اور چور کہہ سکتا تھا کہ میں تجربہ حاصل کر رہا ہوں۔ شریعت نے کبھی ایسی من مانی اجازت نہیں دی۔

مزید یہ کہ ایک مدعیٔ مسیح ومہدی کی نسبت یہ تصور پیش کرنا کہ وہ اپنے قریبی شاگرد کو ایک بدنام جگہ جانے کا مشورہ دے اور اسے ثواب کی امید دلائے، اس دعویٰ کی روح کو خود

اسی مقام پر دفن کر دیتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا منصب لوگوں کو شبہات سے نکالنا ہوتا ہے، نہ کہ انہیں شبہات میں دھکیل کر حدیث کے الفاظ سے ڈھال فراہم کرنا۔

یہ نکتہ اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ قادیانی فکر میں حدیث و شریعت کو اصول کے طور پر نہیں بلکہ ضرورت کے وقت ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ جہاں حکم مانع ہو وہاں تاویل، اور جہاں خواہش ہو وہاں نیت کا سہارا۔ یہی طرزِ فکر آگے چل کر ہیرا منڈی، لکھی طوائف، اور رنڈیوں سے "تعلیم" جیسے شرمناک ابواب تک لے جاتا ہے۔

پس نکتہ نمبر 5 دراصل پورے رسالے کی فکری بنیاد کو عیاں کرتا ہے کہ یہاں نہ شریعت کی حرمت باقی ہے، نہ حدیث کی عظمت، بلکہ سب کچھ ایک شخص کے دعوے کو بچانے کے لیے قربان کر دیا گیا ہے، اور یہی طرزِ عمل کسی نبی، کسی مہدی، اور کسی مصلحِ امت کی شان نہیں ہو سکتی۔

نکتہ نمبر 6: عبرانی زبان کو وحی و نبوت کے اثبات کا ذریعہ بنانا

اس اقتباس سے ایک نہایت بنیادی خرابی سامنے آتی ہے کہ عبرانی زبان کی تعلیم اور اس سے ماخوذ الفاظ و پیشگوئیوں کو اس طرح پیش کیا گیا گویا وہ خود نبوت و مسیحیت کے اثبات کا مستقل معیار ہوں، حالانکہ منہجِ نبوت میں زبانیں بذاتِ خود دلیل نبوت نہیں ہوتیں بلکہ وحیِ الٰہی، معجزہ، صدقِ دعویٰ اور سابقہ انبیاء کی صریح بشارات ہی اصل معیار ہیں۔ یہاں معاملہ یہ ہے کہ پہلے ایک مفروضہ قائم کیا گیا کہ عبرانی عربی سے نکلی ہے، پھر اس مفروضے کو ثابت کرنے کے لیے ایسے اسباب اختیار کیے گئے جو نہ علمی دیانت کے مطابق ہیں اور نہ شرعی احتیاط کے، اور آخر میں عبرانی بائبل کی عبارات کو اس طرح موڑا گیا کہ انہیں اپنے دعوے کے حق میں "اصلی حالت" قرار دے کر پیش کیا گیا، جبکہ تراجم کو مشتبہ ٹھہرایا گیا۔ یہ طرزِ عمل علمی

تحقیق نہیں بلکہ نتائج پہلے سے طے کر کے دلائل تراشنے کی مثال ہے۔

نبوی طریق یہ نہیں کہ کسی زبان کے الفاظ کی فہرستیں بنوا کر، پھر ان الفاظ سے اپنی ذات کے لیے پیشگوئیاں برآمد کی جائیں، بلکہ قرآنِ مجید نے انبیاء کے بارے میں واضح کیا کہ ان کی صداقت کھلے دلائل، اعلیٰ اخلاق، اللہ کی اطاعت اور شریعت کی کامل پابندی سے پہچانی جاتی ہے۔ یہاں الٹا یہ ہے کہ ایک غیر ثابت شدہ لسانی نظریے کو بنیاد بنا کر اپنی تصنیفات میں شامل کیا جا رہا ہے اور اسے نبوت کے حق میں دلیل بنایا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ عبرانی بائبل سے ایسی پیشگوئیوں کا دعویٰ کیا گیا جن کے اصلی ہونے کا فیصلہ خود مدعی کے حلقے میں بیٹھ کر کیا گیا یہ خود تصدیقی دائرہ ہے، جسے نہ اصولِ حدیث قبول کرتے ہیں اور نہ اصولِ تفسیر و تاریخ۔

اس نکتے کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان، لغت اور ترجمہ یہ سب علومِ معاونہ ہیں، اصل دین نہیں۔ جب معاونہ علوم کو اصل بنا دیا جائے اور اصل (وحیِ قطعی، سنتِ ثابتہ، اجماعِ امت) کو پسِ پشت ڈال دیا جائے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہر متن کو خواہش کے مطابق موڑا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اقتباس میں عبرانی سیکھنے کا پورا قصہ دعویٰ نبوت کی تقویت کے لیے استعمال ہوا، حالانکہ منہجِ اسلام میں نہ کسی نبی نے اپنی نبوت لغت سے ثابت کی اور نہ کسی زبان کے اصل سے۔ یہ اس دعوے کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے، نہ کہ اس کی قوت کو۔

نکتہ نمبر 7: دینی تعلیم کے نام پر حرام وسیلے کو جائز قرار دینا

اس اقتباس سے ایک نہایت سنگین اصولی خرابی سامنے آتی ہے، اور وہ یہ کہ دینی علم کے حصول کے لیے بھی اگر حرام، مشتبہ اور اخلاقی طور پر گندے ذرائع اختیار کر لیے جائیں تو انہیں نیت کے نام پر درست قرار دے دیا جائے۔ یہاں مسئلہ صرف عبرانی زبان سیکھنے کا نہیں بلکہ ذریعۂ تعلیم کا ہے، کیونکہ اسلام میں مقصد جتنا بھی بلند ہو، اگر اس تک پہنچنے کا راستہ

حرام ہو تو وہ مقصد بھی شرعاً مردود ہو جاتا ہے۔ شریعت کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ الوسائل لها أحكام المقاصد، یعنی جس کام کا نتیجہ جس درجے کا ہو، اس تک لے جانے والا ذریعہ بھی اسی حکم میں شمار ہوگا۔ اگر ذریعہ فحش، گناہ، یا بدکاری سے جڑا ہو تو وہ کسی حال میں عبادت یا دینی خدمت نہیں بن سکتا۔

اس روایت میں واضح ہے کہ عبرانی سکھانے والی عورت انارکلی کے چوباروں میں رہنے والی رنڈی کے طور پر معروف تھی، اور یہ بات خود راوی نے تسلیم کی کہ وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ یہ اعتراف بذاتِ خود اس امر کا ثبوت ہے کہ معاملہ مشتبہ نہیں بلکہ صریحاً غیر شرعی تھا۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کی طرف منسوب یہ جملہ کہ "نیت اچھی ہے، ثواب ہوگا" شریعتِ اسلامیہ کے اس بنیادی اصول کو پامال کرتا ہے کہ حرام راستے سے خیر پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہی منطق قبول کر لی جائے تو پھر چوری، بدکاری، رشوت اور فحاشی سب کچھ دینی خدمات کے نام پر جائز ٹھہر سکتا ہے، جو اسلام کی اخلاقی بنیادوں کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ طرزِ فکر کسی عام شخص کی لغزش نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی طرف منسوب ہے جو خود کو مسیح، مہدی اور الٰہی مامور قرار دیتا ہے۔ جس شخصیت کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ امت کی اصلاح کے لیے کھڑا کیا گیا ہے، اس سے تو یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ حرام کے دروازے بند کرے گا، نہ یہ کہ حرام کے قریب جانے کے لیے دینی تاویلات گھڑے۔ اس نکتے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیمات میں شریعت کی پابندی اصل نہیں بلکہ مقصد کے نام پر ہر حد عبور کرنے کا نظریہ موجود ہے، جو صوفیانہ اصلاح نہیں بلکہ عملی اباحیت کی بنیاد ہے۔

یہی نکتہ اس پورے رسالے کی روح سے جڑتا ہے کہ ہیرا منڈی، انارکلی اور رنڈیوں سے وابستہ ماحول محض اتفاقی واقعات نہیں بلکہ ایک مسلسل فکری روش کا نتیجہ ہیں، جہاں گناہ کو

نیت کے پردے میں چھپا کر تقدس عطا کیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مرزا قادیانی کے دعویٰ اصلاحِ امت اور اسلامی مزاج کے درمیان تصادم پوری شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔

نکتہ نمبر 8: رنڈی کے ذریعے علمِ عبرانی اور ”وحی و الہام“ کی بنیاد

اس نکتے میں اصل خرابی محض اخلاقی نہیں بلکہ علمی و دینی ہے، کیونکہ یہاں علمِ وحی اور الہامی دعووں کی بنیاد ایک ایسی راہ پر رکھی جا رہی ہے جو نہ اہلِ علم کے ہاں معتبر ہے اور نہ شریعت کے اصولوں کے مطابق۔ قادیانی روایت کے مطابق عبرانی زبان کی تعلیم ایک انارکلی کی رنڈی کے توسط سے حاصل ہوئی، پھر اسی ذریعے سے عبرانی بائبل کے ایسے اقتباسات اخذ کیے گئے جنہیں بعد میں ”پیشگوئیاں“ اور ”الہامی تائیدات“ بنا کر پیش کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر دعویٰ مسیحیت و مہدیت سچا اور خدائی تائید یافتہ تھا تو اس کے ثبوت کے لیے ایسے مشکوک اور محلِّ تہمت ذرائع کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اہلِ سنت کے ہاں اصول مسلم ہے کہ وحی، الہام یا دینی استدلال کے مصادر پاکیزہ، معتبر اور اہلِ تقویٰ کے ہاتھوں منتقل ہوتے ہیں، نہ کہ ایسے مقامات اور افراد کے واسطے سے جن پر خود شریعت نے سخت قیود لگائی ہیں۔

یہاں ایک اور بنیادی علمی خلل بھی سامنے آتا ہے کہ عبرانی بائبل کے اصل متن کو سمجھنے اور اس سے استدلال کرنے کے لیے نہ صرف زبان پر عبور درکار ہوتا ہے بلکہ یہودی و مسیحی متون کی تفسیری روایت، سیاق و سباق اور نصوص کے تاریخی پس منظر کا علم بھی لازم ہے۔ چند ماہ میں کسی ”ٹیوٹر“ کے ذریعے زبان سیکھ کر، پھر اپنی پسند کے معانی اخذ کر کے انہیں نبوی پیشگوئیوں پر منطبق کرنا علمی دیانت کے خلاف ہے۔ اس سے یہ تاثر مضبوط ہوتا ہے کہ پہلے سے

قائم کردہ دعوے کو سہارا دینے کے لیے بعد میں متون کو کھینچ تان کر استعمال کیا گیا، نہ کہ متون سے غیر جانب دارانہ طور پر حق اخذ کیا گیا۔

مزید یہ کہ اگر اس سارے عمل کو ''انما الاعمال بالنیات'' کے پردے میں جائز ٹھہرایا جائے تو پھر دین میں ہر ناجائز وسیلہ نیت کے نام پر جائز قرار پائے گا، جو صریحاً باطل ہے۔ شریعت میں نیت وسیلے کی اصلاح نہیں کرتی بلکہ صحیح نیت کے ساتھ صحیح طریقہ بھی شرط ہے۔ اس طرح یہ نکتہ واضح کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوؤں کی علمی عمارت ایسے کمزور، مشکوک اور غیر شرعی ستونوں پر کھڑی کی گئی جو نہ نبوت کے شایانِ شان ہیں اور نہ مہدیت کے۔

نکتہ نمبر 9: عبرانی بائبل کا مطالعہ

اس میں یہ بات نمایاں ہے کہ مفتی نے عبرانی بائبل کا بغور مطالعہ کیا اور اس میں بہت سی پیشگوئیاں حضرت نبی کریم ﷺ اور مرزا قادیانی کے متعلق اصلی حالت میں دریافت کیں، جبکہ تراجم میں یہ پیشگوئیاں مشتبہ یا مبہم کر دی گئی تھیں۔

یہاں اہم پہلو یہ ہے کہ یہ کام خود مرزا قادیانی کے زیرِ نگرانی انجام پایا، اور مفتی نے جو مواد جمع کیا وہ بعد میں حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا گیا اور ان کی کتب میں شامل بھی ہوا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مطالعہ اور تحقیق قادیانیانہ روایت کے مطابق درستگی اور حوالہ جات کے ساتھ کیا گیا لیکن اس میں یہ بھی بحث طلب ہے کہ ایک ایسے شخص کے لیے جو دعویٰ مہدیت اور نبوت کرتا ہے، یہ کام اس کے دینی اور علمی کردار کی توثیق نہیں بلکہ اس کے فریب اور دعووں کے لیے ذرائع کے طور پر استعمال کیا گیا۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں، مبعوثین اور نبیوں کی شان یہ ہے کہ وہ حقائق کو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیش کرتے ہیں نہ کہ اپنی ذات کے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے۔ اس تناظر میں، یہ کام اگرچہ علمی طور پر قابل توجہ ہوسکتا ہے، مگر مرزا قادیانی کے مبعوث یا نبی ہونے

کا ثبوت نہیں ہے، بلکہ یہ صرف ایک زیرِ نگرانی تحقیقی سرگرمی ہے جو اس کے دعوے کی حمایت کے لیے پیش کی گئی۔

اس نکتہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

عبرانی بائبل کے مطالعہ سے اصلی پیشگوئیاں دریافت ہوئیں۔

تراجم میں یہ پیشگوئیاں مبہم کر دی گئی تھیں۔

مرزا قادیانی نے اپنے مرید کے ذریعے یہ مواد جمع کرایا۔

قرآن و حدیث کے معیار پر یہ کسی بھی دعوے نبوت یا مہدیت کی تصدیق نہیں کرتا۔

نکتہ نمبر 10: عبرانی زبان کے الفاظ کی فہرست

اس میں یہ بات اہم ہے کہ مفتی نے عبرانی زبان کے الفاظ کی فہرست بنانے کا کام مرزا قادیانی کی خدمت میں انجام دیا، تا کہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ عبرانی زبان عربی سے نکلی ہے۔

یہاں کئی پہلو قابل غور ہیں:

1. علمی مقصد کی تصریح:

مرزا قادیانی نے یہ کام مفتی کو اس لیے سونپا کہ عبرانی کے الفاظ کی فہرست مرتب ہو اور اس سے لسانی اور تاریخی تحقیق میں فائدہ ہو۔ اس کام کا مقصد محض علمی تحقیق تھا نہ کہ کسی دعویٰ نبوت یا مہدیت کی تصدیق۔

2. غیر معمولی اور غیر معقول ذریعہ:

مفتی نے استاد کی تلاش کے دوران عبرانی سیکھنے کے لیے انارکلی کی چوباروں میں ایک رنڈی کے پاس جانا پڑا، کیونکہ وہ واحد شخص تھا جو عبرانی جانتی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی روایت میں اخلاقی اور شرعی حدود کی کوئی رعایت نہیں کی گئی، اور مرزا قادیانی یا اس کے مرید نے غیر اسلامی ماحول سے علم حاصل کرنے کو جائز سمجھا۔

3.قرآن وحدیث کی روشنی:

اسلام میں علم حاصل کرنا اہم ہے،لیکن قرآن اور حدیث واضح طور پر شبہ والی جگہوں، گناہگار یا فاسق ماحول میں داخل ہونے سے روکتا ہے تاکہ شخص کی عزت،شرف اور دین محفوظ رہے(مثال کے طور پر سورہ النور 24:27 میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت کے لیے اجازت لینے کی تاکید کی گئی ہے)۔مرزا قادیانی اور اس کے مرید نے اس نصیحت کی خلاف ورزی کی اور گناہگار یا غیر اخلاقی ماحول میں علمی حصول کو جائز سمجھا۔

4.ملازمت اور عملی اخلاقیات پر اثر:

یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ قادیانی طبقہ اپنی علمی اور مذہبی سرگرمیوں میں بھی اسلامی اصولوں کو نظرانداز کرتا ہے،اور یہ حقیقت مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدیت یا نبوت کے لیے ایک بڑا اعتراض ہے۔

یہ نکتہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی ماحول میں حتیٰ علمی کام بھی اخلاقیات اور شریعت کی خلاف ورزی کے ساتھ انجام پاتے تھے۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علمی کام کی حقیقت پر غور کرنے کے باوجود، یہ کام مرزا قادیانی یا اس کے مرید کی نیت یا اخلاقی معیار کو جائز نہیں بناتا،اور یہ کسی بھی دعویٰ مہدیت یا نبوت کے لیے مضبوط دلیل نہیں ہے۔

نکتہ نمبر 11:تین ماہ میں عبرانی سیکھی

میں اہم پہلو یہ ہے کہ مفتی نے تین ماہ کے مختصر عرصے میں عبرانی سیکھ کر الفاظ کی فہرست تیار کی اور مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی۔

1.تیزی سے سیکھنا اور علم کا دائرہ:

تین ماہ میں عبرانی سیکھنا اور بائبل کے الفاظ کو بغور پڑھ کر فہرست مرتب کرنا ظاہر کرتا ہے کہ کام کا حجم اور معیار کافی حد تک مبالغہ آمیز ہے۔یہ قادیانی کتابوں میں ایک قابل

تعریف علمی کوشش کے طور پر پیش کیا گیا ہے، مگر حقیقت میں یہ بھی قابل اعتراض ہے کہ یہ علم غیر اخلاقی ماحول (رنڈی کے کوٹھے) سے حاصل کیا گیا۔

2.غیر اسلامی وسائل سے علم:

قرآن و حدیث ہمیں سکھاتے ہیں کہ علم حاصل کرنا فرض ہے، مگر اس کا طریقہ بھی شریعت کے مطابق ہونا چاہیے۔شبہ یا گناہ کے ماحول میں داخل ہونا ممنوع ہے تا کہ تہمت اور فحاشی سے بچا جاسکے (سورہ النور 24:27)۔ یہاں مفتی نے رنڈی کے پاس جانا جائز سمجھا، اور یہ واضح طور پر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

3.علمی مقصد بمقابلہ اخلاقی معیار:

اگرچہ مقصد علم کا حصول تھا اور حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کرنے کا تھا، مگر اس طریقہ کار نے اخلاقی اور شرعی حدود کی خلاف ورزی کی۔ یہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی طبقہ علم اور روحانیت کے نام پر غیر اخلاقی اور فاسق طریقہ کار کو جائز سمجھتا تھا۔

4.دعویٰ مہدیت و نبوت کے تناظر میں اثر:

امام مہدی یا نبی کے لیے ضروری ہے کہ ان کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہو، اخلاق و کردار میں اعلیٰ مقام ہو، اور شبہ یا غیر اخلاقی جگہوں سے دور رہیں۔ مفتی کے اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کے مرید یا خود مرزا قادیانی نے اخلاقی اور اسلامی معیار کی خلاف ورزی کی، جس سے ان کے مہدیت کے دعوے پر سوال پیدا ہوتا ہے۔

یہ نکتہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی روایت میں علمی کام بھی شبہ ناک جگہ سے حاصل کیا گیا، جسے صرف علمی مقصد کی نیت کے ذریعے جائز قرار دیا گیا۔اسلام میں نیت اہم ہے، مگر عمل بھی اس کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدین کے اخلاقی معیار پر ایک سنگین اعتراض کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

نکتہ نمبر 12: مرزا کی پیش گوئیاں عبرانی میں

اس میں اہم پہلو یہ ہے کہ مفتی نے عبرانی بائبل کو بغور پڑھا اور پیشگوئیاں مرزا قادیانی کے متعلق اصل حالت میں دریافت کی، جبکہ تراجم میں ان کو مشتبہ کر دیا گیا تھا۔

1. علمی کوشش اور مقصد:

مفتی نے بائبل کے اصل متن سے حقائق تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد علمی تھا، تاکہ الفاظ کی فہرست بنا کر مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ قادیانی روایت میں یہ ایک بڑی علمی کوشش کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

2. اخلاقی اور شرعی تناظر:

اگرچہ مقصد علم تھا، مگر یہ علم غیر اسلامی اور غیر اخلاقی ماحول (رنڈی کے کوٹھے) سے حاصل کیا گیا۔ قرآن و حدیث ہمیں بتاتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کا عمل بھی شریعت کے مطابق ہونا چاہیے، اور شبہ یا فحاشی والی جگہوں سے بچنا واجب ہے۔ یہاں، علم حاصل کرنے کے طریقے نے اخلاقی حدود کی خلاف ورزی کی، جس سے عمل میں تضاد ظاہر ہوتا ہے۔

3. دعویٰ مہدیت و نبوت کے تناظر میں اثر:

مرزا قادیانی کے مبینہ دعویٰ مہدیت کے سلسلے میں یہ واقعہ اہم ہے، کیونکہ امام مہدی یا نبی کے لیے ضروری ہے کہ ان کی زندگی پاکیزہ، اخلاقی اور شریعت کے مطابق ہو۔ اگر ان کے مریدین یا علم حاصل کرنے والے شبہ ناک جگہوں پر جاتے ہیں، تو یہ ان کے دعوے پر سوالیہ نشان ہے۔

4. اصل متن بمقابلہ تراجم:

مفتی نے اصل عبرانی متن سے پیشگوئی دریافت کی، جسے تراجم میں مشتبہ کر دیا گیا تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ علمی کام کے نتائج اصل متن سے جڑے ہوئے تھے، مگر اس کی حیثیت اخلاقی

اور شرعی لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔

نکتہ نمبر 12 سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قادیانی روایت میں علمی کوشش کو صرف مقصد کی نیت سے جائز قرار دیا گیا، جبکہ عمل کے طریقے نے اسلامی اور اخلاقی حدود کی خلاف ورزی کی۔ یہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدین کے دعوے مہدیت و نبوت پر ایک اخلاقی اور علمی اعتراض کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اپیل برائے مالی معاونت

جامعہ ختمِ نبوت گوجرانوالہ میں تقابل ادیان و مذاہب اور درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم جاری ہے، جہاں طلبہ کو دینی و علمی میدان میں مضبوط بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔ موجودہ دور کی شدید مہنگائی کے باعث جامعہ کے تعلیمی و انتظامی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مخیر حضرات سے دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ماہانہ بنیادوں پر 20، 30 یا 50 ڈالر (یا اپنی استطاعت کے مطابق) مستقل معاونت فرما کر اس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیں۔ آپ کا تھوڑا سا تعاون بھی ہمارے طلبہ کی تعلیم اور جامعہ کے انتظامات کے لیے بہت بڑی مدد ثابت ہوسکتا ہے۔ فنڈز ارسال کرنے کے لیے جامعہ کا بینک اکاؤنٹ، جیز کیش، یا ایزی پیسہ نمبر درج ذیل ہے: (00923247448814) اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت، صحت و سلامتی، اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عمیق نظر سے دیکھا تو اتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پر کھولا گیا کہ آیت موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ ام الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا ام یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا ام ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 9 منن الرحمن ص 183)

مسیح زمان کو اللہ تعالیٰ نے اس کام پہ لگایا اور انصار بھی مہیا فرما دیئے۔ مفتی صاحب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''مجھے کوئی دینی خدمت سونپیں''

حضورؑ نے فرمایا:

''ہم چاہتے ہیں کہ یہ بھی ثابت کریں کہ عبرانی زبان بھی عربی سے نکلی ہے لیکن یہاں کوئی عبرانی پڑھا ہوا نہیں ہے جو عبرانی زبان کے الفاظ کی فہرست بنائے جیسا کہ دوسری زبانوں کے الفاظ کی ہم نے فہرستیں بنوائی ہیں۔ پس آپ لاہور میں کسی سے عبرانی سیکھیں پھر آ کر ہمیں سُنائیں۔''

یہ ایک انتہائی دقیق علمی کام تھا جو اُن کے مرشد نے تفویض کیا تھا۔ لاہور میں عبرانی کے اُستاد کی تلاش کی مگر ناکامی ہوئی۔ صرف یہ معلوم ہوا کہ انارکلی کے چوباروں میں کوئی رنڈی رہتی ہے جو عبرانی جانتی ہے، وہاں آپ نے مناسب خیال نہ کیا اور یہ معاملہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؑ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات

آپ چلے جائیں آپ کی نیت پر آپ کو ثواب ہوگا۔ مفتی صاحب اُس کے پاس پہنچے تو اس نے بتایا کہ چند دن میں اُس کا ایک ہم وطن یہودی آنے والا ہے جو عبرانی پڑھا سکے گا۔ اس طرح ایک ٹیوٹر کا انتظام ہو گیا۔ صرف تین ماہ میں آپ نے عبرانی سیکھ لی تا کہ الفاظ کی فہرست بنا کر حضرت

اقدس علیہ السلام خدمت میں پیش کر سکیں۔ اس سلسلے میں آپ نے عبرانی بائبل کو بغور پڑھا تو اُس میں بہت سی پیشگوئیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اصلی حالت میں ملیں جبکہ تراجم میں اُن کو مشتبہ کر دیا گیا تھا۔ یہ مواد آپ وقتاً فوقتاً حضرت اقدس علیہ السلام خدمت میں پیش کرتے جو آپ اپنی کتب میں شامل فرماتے۔ عبرانی تحریر بھی مفتی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ تحفہ گولڑویہ کے صفحات 117,114 اور 138 پر ایسی تحریریں موجود ہیں۔ کچھ حوالے اربعین نمبر 4 کے تتمہ ص 8 پر بھی درج فرمائے۔ (خلاصہ الفضل 3 جنوری 1945ء صفحہ 5)

الٰہی تمغہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کام میں معاونت کرنے والوں کو دلی دُعاؤں سے نوازا اور آخر میں جو نام تحریر فرمائے اُن میں چھٹا نام اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا شکر ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے۔ ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے اشتراک السنہ ثابت کرنے کے لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحۂ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ دنیا آباد رہے۔ ان مردان خدا نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اُٹھا کر اس عظیم الشان کام کو انجام دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو جنابِ الٰہی میں بڑا ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے ہیں جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے پس ہر ایک اُن میں سے الٰہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیوں کر ہر یک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صد ہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں

جلد ۳۳ نمبر ۳ — روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۴۵ء — ۱۴ — ۵

ذکر حبیب علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کی ایمان افزا باتیں

۲۶ر دسمبر جلسہ سالانہ پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر جو تقریر فرمائی۔ اسکی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے:۔

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

تمہید

اللہ کریم کا شکر ہے کہ باوجود اکثر علیل رہنے کے اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ میں آج پھر اس جلسہ میں ذکر حبیب کی کچھ باتیں احباب کرام کو سناؤں۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ کریم اپنے فضل اور رحم اور کرم کے وسیلہ سے اس تقریر کو میرے اور سننے اور پڑھنے والوں کے لئے ازدیاد ایمان و عرفان اور اپنی پاک رضامندیوں کے حصول کا ذریعہ بنائے آمین۔

مکرمی ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے جب مجھے ذکر حبیب پر تقریر کرنے کے واسطے فرمایا۔ تو میں نے سوچا۔ کہ اس سال کے جلسہ میں میں ان امور کا تذکرہ کروں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے مبارک زمانہ میں مجھے حضور کے طفیل خدمت دین اسلام کی کیا توفیق ملی۔ اس تھوڑے سے وقت میں سب باتیں تو بیان نہیں ہو سکتیں۔ مگر بعض باتیں بطور نمونہ بیان کر دی جائینگی۔

عبرانی زبان سیکھنا

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جن دینی خدمات میں حصہ لینے کی مجھے توفیق حاصل ہوئی۔ ان میں سے ایک عبرانی زبان کا سیکھنا اور اس کے ذریعہ تورات اور صحف انبیاء میں سے پیشگوئیوں کا نکالنا ہے۔ اس امر کا ذکر سامعین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ میں نے عبرانی زبان کس طرح سے سیکھی اور اسے سیکھ کر دین اسلام کی تائید میں کیا باتیں پیش کیں۔ اسکی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ ان دنوں مخالفین اسلام کی طرف سے ایک اعتراض پیش ہوا۔ کہ پہلی کتب مقدسہ جن قوموں کے واسطے نازل ہوئیں۔ ان کی زبان میں وہ کتابیں نازل ہوئیں۔ قرآن شریف کے متعلق جو دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تمام قوموں اور تمام ملکوں کے واسطے ہے۔ تو پھر کیا سبب ہے۔ کہ یہ کتاب صرف عربی زبان میں نازل ہوئی۔ جو ایک ہی ملک کی اور ایک ہی قوم کی زبان تھی۔

عربی ام الالسنہ

اس اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ تمام زبانیں جو دنیا میں رائج ہیں۔ دراصل عربی زبان سے ہی نکلی ہیں۔ تمام قوموں کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جو کہ میں تھے۔ اور اسی واسطے مکہ کو قرآن شریف میں ام القرےٰ کہا گیا ہے۔ یعنی تمام بستیوں کی ماں۔ اور عربی زبان کو ام الالسنہ کہا جاتا ہے۔ یعنی تمام زبانوں کی ماں۔ ہر ایک شخص اور قوم کو اس زبان کا سیکھنا آسان ہو سکتا ہے۔ جو تمام زبانوں کی ماں ہے۔ کسی دوسری زبان کی طرف رجوع کرنے کی نسبت اس زبان کی طرف رجوع کرنا زیادہ سہل ہے۔ جس سے ہماری زبان نکلی ہے۔ اس لئے شریعت کی آخری کتاب عربی زبان میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس کا پڑھنا اور سیکھنا ہر قوم اور زبان کے واسطے برابر ہے۔ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مختلف رائج الوقت زبانوں کے الفاظ کی فہرستیں بنوائیں۔ انگریزی۔ فارسی۔ سنسکرت اور بعض دیگر زبانوں کی فہرستیں تیار کی گئیں۔ ان فہرستوں کے تیار کرنے میں یہ عاجز بھی مصروف رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فہرستوں میں سے ایک ایک لفظ لیکر ثابت کیا۔ کہ یہ سب الفاظ عربی سے نکلے ہیں۔ اور بعض اصول قائم فرمائے۔ جن کے ذریعہ یہ امر ثابت کیا گیا۔ اور اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب تصنیف کی۔ جس کا نام منن الرحمٰن ہے۔ اس کتاب میں حضور نے بدلائل ثابت کیا ہے۔ کہ تمام زبانوں کا آپس میں اشتراک ہے۔ اور یہ تمام زبانیں عربی زبان سے نکلی ہیں۔ جو کہ سب سے پہلی اور الہامی زبان ہے۔ اور اس میں کمالات فوق العادت پائے جاتے ہیں۔ جب کتاب منن الرحمٰن زیر تصنیف تھی۔ ان ایام میں یہ عاجز لاہور میں ملازم تھا۔ اور رخصت لے کر عموماً قادیان آکر رہتا تھا۔ یا بعض دفعہ صرف اتوار کے لئے آجاتا تھا۔ ایک دفعہ میں آیا ہوا تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کوئی دینی خدمت میرے سپرد کی جائے۔ حضور ہو نے فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہ بھی ثابت کریں۔ کہ عبرانی زبان بھی عربی سے نکلی ہے۔ لیکن یہاں کوئی عبرانی پڑھا ہوا نہیں۔ جو عبرانی زبان کے الفاظ کی فہرست بنا دے۔ جیسا کہ اور زبانوں کی فہرستیں ہم نے بنوائی ہیں۔ پس آپ لاہور میں کسی سے عبرانی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔ اور پھر آکر ہمیں سنائیں۔ حضور سے یہ حکم پاکر میں نے لاہور میں بہت تلاش کیا۔ مگر کسی یہودی کا پتہ نہ ملا۔ صرف اتنا معلوم ہوا۔ کہ انارکلی بازار کے چوباروں میں ایک یہودن رنڈی رہتی ہے۔ مگر اس کے پاس جانا میں نے مناسب نہ سمجھا۔ اسی اثناء میں جب مجھے پھر قادیان آنے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی۔ حضور نے فرمایا۔ آپ اس کے پاس چلے جائیں۔ انما الاعمال بالنیات۔ آپ نے ایک نیک نیت کے ساتھ جانا ہے۔ آپکے لئے اس میں ثواب ہوگا۔ حضور علیہ السلام سے یہ حکم پاکر میں لاہور واپس جانے پر اس یہودن کے ہاں گیا۔ اور اس سے عبرانی زبان سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے کہا۔ کہ میں تو عبرانی نہیں جانتی۔

ایک یہودی استاد

لیکن میرا ہموطن ایک یہودی عنقریب لاہور آنیوالا ہے۔ وہ عبرانی زبان کا عالم ہے۔ آپ مجھے اپنا ایڈریس دے جائیں۔ جب وہ آئیگا۔ میں آپ کو اطلاع کر دوں گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد اس نے اطلاع کی۔ کہ وہ یہودی عالم آگیا ہے۔ اور انارکلی کی سرائے میں اترا ہوا ہے۔ پس میں اس سے ملنے کے لئے گیا۔ اور اس کے ساتھ عبرانی پڑھنے کے لئے وقت اور فیس مقرر کی۔ تقریباً تین ماہ کے عرصہ میں میں نے اتنی عبرانی پڑھ لی۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں الفاظ کی فہرست پیش کرنے کے قابل ہوگیا۔ دراصل عربی جاننے والے کے لئے عبرانی سیکھنا بہت آسان ہے۔

عبرانی عربی سے نکلی ہے۔

تب میں قادیان حاضر ہوا۔ اور وہ فہرست حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے عربی لغت کی بڑی کتاب لسان العرب اپنے پاس رکھ لی۔ اور ایک ایک لفظ کو سنکر اسکو عربی سے نکلا ہوا ثابت کیا۔ اس طرح یہ خدمت خداتعالیٰ کے فضل سے سرانجام ہوئی۔ اور اس کے بعد میں نے عبرانی بائیبل کو غور سے پڑھا۔ تو اس میں سے بہت سی پیشگوئیاں حضرت نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مجھے ملیں۔ جو کہ اصل عبرانی زبان کے پڑھنے کے سوا سمجھ میں نہ آسکتی تھیں۔ کیونکہ عیسائیوں نے ترجمے ایسے رنگ میں کئے ہیں۔ کہ پیشگوئیاں مشتبہ ہو گئیں۔ میں وہ پیشگوئیاں وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتا رہا اور حضور نے انہیں اپنی کتابوں میں جو ان دنوں زیر تصنیف تھیں۔ درج کیا۔ چنانچہ ان کتابوں میں عبرانی زبان کے الفاظ کی کاپی نویسی بھی میرے ہاتھ سے ہوئی تھی۔ ان پیشگوئیوں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔ (جو احباب زیادہ تفصیل سے دیکھنا چاہیں۔ وہ میری کتاب بائیبل کی بشارات بحق سرور کائنات کا مطالعہ کریں)

دانیال نبی کی پیشگوئی

دانیال نبی کی پیشگوئی جو کتاب دانیال کے بارہویں باب میں ہے۔ یہ دوہری پیشگوئی ہے۔ یعنی حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دونوں کا درمیانی وقت ۱۲۹۰ سال بتلایا گیا ہے۔ میں نے یہ پیشگوئی بائیبل میں سے نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ اور حضور نے اسے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۲ میں درج کیا۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں عبرانی حروف کی کاپی نویسی بھی میں نے کی تھی۔ اس کے متعلق یہ عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ عیسائیوں کے ترجمہ کے ساتھ میں نے بعض الفاظ میں اختلاف کیا ہے۔ عیسائیوں کا کیا ہوا ترجمہ وہاں درست نہیں ہے۔

یسعیاہ نبی کی پیشگوئی

دوسری پیشگوئی یسعیاہ نبی کی ہے۔ باب ۴۱ آیت ۲ میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ صادق کو مشرق سے مبعوث کریگا اور اس کے زمانہ کے کیا نشان ہوں گے۔ اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۷۱ پر درج کیا تھا۔

یسوع صلیب پر نہ مرا

یسوع کے صلیب پر نہ مرنے کے متعلق ایک پیشگوئی کتاب یسعیاہ باب ۵۳ میں سے نکال کر میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جو کہ حضور نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۳۸ پر مع اصل عبرانی درج کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے گا۔ بلکہ بچ جائیگا اور لمبی عمر پائیگا۔